آیاتِ مبایعہ کے تناظر میں خواتین کا تربیتی نصاب

Women's Training Curriculum in the Context of Ayat-e-Mubayya

NAYYAB GULL
PhD Scholar, Department Of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore
nayyabgul786@gmail.com
DR. HAFIZ MUHAMMAD IMRAN
Asistant Pro. Department Of Islamic Studies, Leeds University, Lahore

ABSTRACT

Islam has given equal importance the both males and females, in its whole teachings. Besides of this, Quran has especially addressed and discussed the women to build their social characters. Ayat-e-Mubaya'a is called a charter of Islamic training, in which Allah Almighty explained five women's feature those make them positive in their conduct, as well as described the shirk. The five forbidden things: theft, adultery, murder of children, slander and disobedience of good-deeds are the meangs of a peaceful, containing social values and a joyful married life society. By adopting these qualities, women can give birth to a virtuous society.
Keywords: Society, Ayat-e-Mubaya'a, Character, Qualities, Discus.

معاشرے میں خواتین کا کردار ابتداء ہی سے نہایت اہم سمجھا جاتا رہا ہے۔امورِ خانہ داری سے شوہر کی اطاعت گزاری تک، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے میدانِ جنگ میں عسکری خدمات پیش کرنے تک ہر زمانہ ان کی خدمات کا معترف ہے۔آج تک زمانے کی آنکھ نے جتنے سپوت، رستمِ میدان، قلمکار، دانشور، صالحین حتیٰ کہ انبیائے کرام علیہم السلام دیکھے، سب کو جنم دینے والی اور ابتدائی صلاحیتیں بیدار کرنے والی یہی خاتون ہی ہے۔

اسلام نے عورت کے مقام کو دوچند کردیا اور اس کی عظمتِ رفتہ کو بحال کیا اس نے ماں، ساس، خالہ، پھوپھی، دادی، نانی کی شکل میں تعظیم وادب، بیٹی، بھتیجی، بھانجی، نواسی، پوتی کی شکل میں شفقت اور احساس مندی جب کہ بیوی کی صورت میں محبت و قربت کی انتہاء اور بہن کی صورت میں تحفظ و نگہداری عطا کرکے خواتین کے تمام گوشہ ہائے حیات کو وقار بخشا، عبادات و معاملاتِ حیات کے بیشتر احکام میں انھیں شامل کیا اور متعدد احکامات میں انھیں جداگانہ حیثیت بخشی۔

اسلام کا ہر باب تمام مذاہبِ عالم میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ان تعلیمات کا ایک جزو مکارمِ اخلاق بھی ہے۔قرآن و سنت میں جہاں معاشرتی، اخلاقی، تربیتی اور خانگی اُمور میں روئے سخن مردوں کی طرف ہے، وہیں بالتبع خواتین بھی ان تمام احکام کی مخاطب ہیں۔ بعض مقامات پر تو خطاب براہِ راست ان سے کیا گیا ہے۔آیتِ مبایعہ ان دونوں صورتوں کی گواہی ہے کہ اوّلاً اس

میں خصوصی طور پر خواتین سے خطاب ہے ثانیاً اخلاقی رویوں کی تطہیر کا بہترین نسخہ ہے جو عہدِ رواں کی خواتین کے لیے نہ صرف تعلیماتِ خداوندی کا ایک عظیم اخلاقی ضابطہ ہیں بلکہ فلاح و نجات کا راستہ بھی ہیں۔ ذیل میں اسی آیتِ مبایعہ کے تناظر میں قرآن و سنت کی تعلیمات کا ذکر ہے۔ سورۃ الممتحنہ ۱۳ آیات پر مشتمل ہے جن میں سے آیت نمبر ۱۲ آیتِ مبایعہ کہلاتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾[1]

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! جب آپ کی خدمت میں مؤمن خواتین اس شرط پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، چوری اور زنا نہیں کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ ہی اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان بہتان گھڑ کر لائیں گی اور نہ ہی کسی نیکی کے کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی تو آپ ﷺ انھیں بیعت کر لیجیے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش بھی طلب کیجیے۔ بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا اور بے پناہ رحمت کرنے والا ہے۔''

بیعت کی شرط کے طور پر جن چھ باتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالترتیب (۱) شرک (۲) چوری (۳) بدکاری (۴) اولاد کا قتل (۵) بہتان (۶) نیک کام میں نافرمانی ہیں۔

احادیث کی تصریحات سے یہ امورِ ستہ کبیرہ گناہوں میں سے ہیں جن کا ارتکاب کرنا فسق، حلال سمجھنا کفر اور اجتناب رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ یہ چھ اُمور در حقیقت خواتین کی خانگی، معاشرتی اور مذہبی زندگی کا لائحہ عمل پیش کرنے میں ایک نصاب کا درجہ رکھتے ہیں۔ سورۃ الممتحنہ مدنی سورتوں میں سے ہے جن کا مقصد تشکیلِ معاشرہ اور کردار سازی کے ساتھ ساتھ منفی فکر و عمل کا سدّباب ہوا کرتا ہے۔

''وَذَلِكَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْعَةِ الرِّجَالِ، وَهُوَ عَلَى الصَّفَا وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَسْفَلَ مِنْهُ، وَهُوَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلي الله عليه وسلم ويبايعهن عَنْهُ ''[1]

---

(1) الممتحنة، 33/60

''یہ فتح مکہ کے دن کی بات ہے جب اللہ کے پیارے رسولﷺ نے مردوں کی بیعت لینے سے فراغت پائی اور اس دوران آپﷺ کوہِ صفا پر جلوہ افروز تھے جب کہ جنابِ عمر بن خطابؓ آپﷺ کے حکم کے مطابق صفا سے نیچے کھڑے ہو کر خواتین سے بیعت لے رہے تھے۔''

قرآن کے احکام مطلقاً خواتین و حضرت کے لیے بغیر کسی تاکید کے ہی یقین رکھنے اور عمل کرنے کے حوالے سے کافی ووافی ہیں لیکن اس آیت میں خصوصی طور پر بیعت کے ساتھ انھیں مؤکد کرنا اس کی اہمیت کو دوچند کر دیتا ہے۔ علامہ اسماعیل حقّی اسی کی تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ومن عادة الناس حين المبايعة أن يضع أحد المتبايعين يده على يد الآخر لتكون معاملتهم محكمة مثبتة فسميت المعاهدة بين المعاهدين مبايعة تشبيها لها''[2]

''لوگوں کی یہ عادت ہے کہ بیعت لیتے دیتے وقت دونوں میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیتا ہے تاکہ ان کا باہمی معاملہ پختہ اور ثابت ہو جائے۔ دو وعدہ کرنے والوں کے مابین معاہدہ کو بھی اسی مشابہت کی وجہ سے ''مبایعت'' کا نام دیا جاتا ہے۔''

اس تناظر میں ایک جانب احکامِ خداوندی اور دوسری جانب نبی اکرمﷺ کا اُن خواتین سے احکام کی پاسداری کے لیے بیعت لینا، اہمیتِ موضوع کا پتہ دے رہا ہے۔ ذیل میں آیتِ مایعہ کے ان گوشوں پر قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

(ا) شرک:

بحمد اللہ شرکِ اعتقادی یا شرکِ حقیقی کی بدعقیدگی سے مسلم معاشرہ پاک ہے۔ یہ بلاشبہ انعامِ خداوندی ہے جو رسولِ اکرمﷺ کی تعلیماتِ مقدسہ کی بدولت ممکن ہو سکا۔ ارشادِ نبویﷺ ہے:

((وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا))[3]

''قسم بخدا مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم (مجموعی طور پر) شرک کرنے لگ جاؤ گے، البتہ مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ دنیا میں مقابلہ بازی میں لگ جاؤ گے۔''

---

(1) البغوي، الحسين بن مسعود،(1997ء) معالم التنزيل في تفسير قرآن، دار طبعه للنشر و التوزيع، ج8، ص100

(2) حقي، اسماعيل بن مصطفى الحنفي، روح البيان، دار الفكر، بيروت، س ن، ج9، ص487.

(3) البخاري، محمد بن اسماعيل، (س ن)، الجامع الصحيح، كتاب الجنائز، باب الصلاة علي الشهيد، رقم الحديث 1344

چونکہ ان سطور میں ہماری مخاطب خواتین اہلِ ایمان ہی ہیں لہٰذا اس شرکِ اعتقادی کے بجائے شرک کی ایسی صورت بیان کرنا چاہیں گے جو عملی شرک کی صورت میں بہر حال اہلِ ایمان میں پایا جارہا ہے تاکہ مخلصانہ طور پہ اس سے بچاؤ کی ممکنہ تدبیر کی جاسکے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((الطِیرة شرك.))[1]

"بدشگونی شرک ہے۔"

افراد، جگہ یا وقت کو منحوس سمجھنا، خوشی غمی، دُکھ تکلیف میں کسی واقعہ، دن یا تاریخ مثلاً تین، تیرہ، تیئیس یا آٹھ، اٹھارہ، اٹھائیس تاریخ، منگل کا دن کسی فرحت آمیز کام کی شروعات کے لیے بُرا خیال کرنا، اسی طرح صفر کے مہینے میں سال بھر کی بلاؤں کے نزول کا مہینہ شمار کرنا، کسی ذات سوچ کے باعث کسی شخصیت سے ملاقات، ہمہ وقت بُری نظر لگ جانے کا خدشہ وغیرہ بے یقینی کی وہ صورت ہے جس میں بندۂ مومن کا اپنے رب سے تعلق کمزور پڑتا جاتا ہے اور وہ اپنے نقصان میں مختلف افراد، ذاتی تواریخ، ایام اور واقعات کو بلادلیل بُرا اور منحوس خیال کرنے لگتا ہے۔

اسی طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((انّ الرُّقٰی و التّمائم و التِّوَلَة شرك.)) [2]

"یقیناً دم جھاڑے، تعویزات اور جادو پھونکی گئی ڈوری شرک ہیں۔"

اللہ کی ذات پر بھروسہ پختگیٔ ایمان کی دلیل ہے اور راہِ خدا سے بھٹک کر اپنے لیے طلبِ خیر میں مؤمن کے لیے کوئی خیر نہیں۔ لہٰذا دم اور تعویز کا استعمال اگر کالے علم، جادو ٹونے اور شرکیہ کلمات سے ہو تو اس میں مؤمن کے لیے کسی طور پر خیر نہیں۔ حدیثِ مذکور میں اسی سے نفی بیان کی گئی ہے۔ تاہم قرآن وسنّت، اسمائے حُسنیٰ اور شرعاً غیر متصادم کلمات، خیر کے ذریعے روحانی علاج ممنوع نہیں جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ سے اس کی توثیق ہوتی ہے:

((لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ))[3]

---

(1) العبسي، ابوبكر بن أبي شيبه، (1409ھ)، الكتاب المصنف في الأحاديث و الآثار، مكتبه الرشيد، الرياض، ج5، ص310

(2) ابن حنبل، احمد الشيباني، (2001ء)، الإمام، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسه الرسالة، ج4، ص110

(3) القشيري، مسلم بن حجاج، الإمام، (س ن)، الجامع الصحيح، دار إحياء التراث، بيروت، س ن، ج4، ص1727.

"ایسے دم جھاڑے، پھونکیں جس میں شرک (پر مشتمل کلمات) نہ ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔"

شرک کی ایک صورت غیر الٰہ کی قسم اٹھانا بھی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((من حَلَفَ بشیئ مِّن دونِ اللهِ تعالیٰ فقد أشرك.))[1]

"جس نے اللہ کے سِوا کسی اور شے کی قسم اُٹھائی تو اس نے شرک کیا۔"

کتبِ فقہ میں اس بات کی تصریحات ہیں جو اللہ کے ماسوا کی قسم اُٹھائے، اس کی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی:

"مَنْ حلف بغير الله لم يكن حالفا كالنبي والكعبة لقوله عليه السلام من كان منكم حالفًا فَلْيَحْلِف بالله أو ليذر."[2]

"جس نے غیر اللہ کی قسم اُٹھائی، وہ قسم اُٹھانے والا نہیں ہو گا۔ جیسا کہ نبی یا کعبۃ اللہ کی قسم اُٹھانا اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو تم میں سے قسم اُٹھائے، اللہ ہی کی قسم اُٹھائے یا پھر چھوڑ دے۔"

ریاکاری بھی شرکِ عملی میں سے ایک ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((اِنّ يسير الرّيآء شرك.))[3]

"تھوڑی سی ریاکاری بھی یقیناً شرک ہے۔"

ریاکار کا عمل رضائے الٰہی کی بجائے دنیوی مفادات کے پیش نظر افرادِ دنیا سے ہوتا ہے لہٰذا اس اخلاص کا نہ پایا جانا بھی اسلام میں مذموم ہے جسے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شرک کی مذکورہ چاروں صورتوں میں اگرچہ مؤمن اللہ کے سوا نہ تو کسی کی عبادت کرتا ہے نہ ہی غیر کو اپنی صفات میں مستقل جانتا ہے اور نہ ہی اللہ کی طرح واجب الوجود سمجھتا ہے لیکن پھر بھی اسے مشرک کہنے کی وجہ اپنے عمل میں تعظیمِ خداوندی اور رضائے الٰہی کی بجائے تعظیم غیر اور مقصود اپنے مالک کی خوشنودی نہ ہونے کی وجہ سے اسے عملی شرک میں شمار کیا گیا ہے، تاکہ

(1) مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج4، ص503

(2) المرغيناني، علي بن أبي بكر برهان الدين،(س ن)، الهداية، مكتبه رحمانيه، لاهور، س ن، ج2، ص477

(3) ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني،(س ن)، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، س ن، ج2، ص1320

مؤمنین ومؤمنات اپنے ان تمام اعمال میں بھی نسبت وتعلق اپنے مالک سے مضبوط تر بنالیں۔آیتِ مبایعہ میں شرک سے احتراز کی یہ صورت بربنائے ایمان خواتینِ اسلام کے لیے زیادہ قابلِ عمل ہے۔

(۲)سرقہ (چوری)

اخلاقی اور سماجی بُرائیوں میں سے ایک چوری چکاری ہے جو کسی کی حفاظت میں پڑی ہوئی چیز کو بغیر اس کے مالک کی اطلاع کے اُٹھا کر اپنے مصرف میں لے آنا ہے۔یہ بُرائی جس طرح مردوں میں ہے اسی طرح خواتین میں بھی پائی جاتی ہے۔آیتِ مبایعہ میں خصوصی طور پہ اس بُرائی سے بچنے کا حکم آیا ہے۔چوری کردہ شے معمولی ہو یا اعلیٰ، عام استعمال کی ہو یا زیورات جیسی قیمتی شے، گھر سے چرائی جائے یا کسی شاپنگ مال، مارکیٹ، گودام یا راہ میں پڑی شے......لایَسۡرِقۡنَ کے عموم کا اطلاق تمام صورتوں پر ہوگا جیسا کہ علامہ ماتریدی لکھتے ہیں:

"يتضمن النهي عن الخيانة في الأموال كافّة."[1]

"لایسرقن کی نہی تمام قسم کے اموال میں بددیانتی کو شامل ہے۔"

اسی طرح بطورِ مزاح بھی اشیاء چُرانے سے بچنا چاہیے۔غربت وافلاس اور ضروریاتِ زندگی عموماً اس گناہ کا محرّک بنتے ہیں ایسے میں بالخصوص گھروں، فیکٹریوں، شاپنگ سنٹرز اور کارخانوں میں کام کرنے والی خواتین کو قبل از وقت مناسب تربیت کی ضرورت ہے۔چوری کا علم ہو جائے تو چُرانے والی کی اور اس کے خاندان کی عزت خراب اور اگر چُرانے والے کا علم نہ ہو سکے تو چوری کے مال سے پلنے والی اولاد کہاں وفادار ہوگی؟ بیمار کو کہاں برکت والی شفاء نصیب ہوگی؟ رہنمائے کامل ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا:

مَنِ اشْتَرَى سَرِقَةً، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ، فَقَدْ شُرِكَ فِي عَارِهَا وَإِثْمِهَا[2]

"جس نے جانتے بوجھتے ہوئے چوری کی گئی شے کو خرید لیا تو وہ بھی اس چوری کی شرمندگی اور گناہ میں (چور کے ساتھ) شریک ہو گیا۔"

---

(1) الماتريدي، محمد بن محمد ابومنصور،(2005ء)، تفسير الماتريدي، دار الكتب العلمية، بيروت، ج9، ص625

(2) الحاكم، محمد بن عبدالله النيسابوري،(1990ء)، المستدرك علي الصحيحين، دار الكتب العلمية، بيروت، ج2، ص41

اس ارشادِ حق کی روشنی میں گھروں سے زیورات، موبائل، لیپ ٹاپ اور دیگر اشیائے ضرورت چُرا کر مارکیٹ میں بیچنے والی خواتین یا مردہی گنہگار نہیں بلکہ وہ دُکاندار بھی اس جُرم میں برابر کے شریک بن جاتے ہیں۔

(۳)زنا(بدکاری)

بدکاری ایک ایسا جُرم ہے جسے ہر قوم اور ہر مذہب نے بُرا جانا ہے۔ انسان جہاں فطرتاً اپنی ذات میں آزادانہ روش کا قائل ہوتا ہے وہاں محرم خواتین کے ساتھ اپنے جُڑے تعلق میں نہایت غیرت مند بھی ہے۔ چنانچہ خواتین سے سرزد ہونے والے گناہ کی صورت میں اس مجرم خاتون کو یا جرم میں ملوث افراد کو مجرم خاتون کے غیرت مند محرم افراد کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اور یوں یہ گناہ متعدی بن کر متعدد دیگر گناہوں کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی لیے آیتِ مبایعہ میں پختہ وعدہ لے کر خواتینِ اسلام کو اس جرم سے بچنے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ رئیس المفسرین سیّدنا عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی تفسیر میں ولا یزنین سے ''ولا يستحلين الزّنا'' (وہ زنا کو حلال نہ سمجھیں) مراد لیا ہے۔(1)

گویا ارتکابِ جُرم تو در کنار، خواتینِ اسلام ذہنی طور پہ بھی اس کے لیے تیار نہ ہوں۔

اس جُرم کا سدّ باب کرنے کے لیے وقتی اور عارضی نکاح کو بھی اسی زمرہ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں بسنے والی خواتین اور ان کے بطن سے جنم لینے والی اولاد نکاح کی صورت میں حاصل ہونے والے ثمرات و فوائد سے محروم رہ کر معاشرے پر بوجھ یا ناسُور ہی نہ بن جائے۔ چنانچہ فرمایا:

انّ المتعة هي الزّنا(2)

''بے شک متعہ بھی زنا ہی ہے۔''

عظیم تابعی، مفتی کوفہ حضرت سیّدنا مسروق بن اجدع فرماتے ہیں:

''إن اكبر ما يصيبُ الناسَ من الذّنوب الزنا.''(3)

''اس میں شک نہیں کہ لوگوں کو سب سے بڑا جو گناہ پہنچتا ہے، وہ زنا ہے۔''

---

(1) ابن عباس، عبدالله،(س ن)، تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، دار الكتب العلمية، بيروت،ص468

(2) المصنف ابن أبي شيبه، ج3، ص552

(3) ايضاً، ج4، ص46

کیونکہ یہ متعدد فسادات: استحصال، محرومیت، فسادِ عصمت، غربت وافلاس اور عمر بھر کی برکتی کا سبب بنتا ہے۔ موجودہ صورتِ حال کے تناظر میں ارشادِ نبوی ﷺ ایک بہت بڑی وجہ کو بیان کرتا ہے:

ولا فشا الزنا في قومٍ قطّ الّا كثر فيهم الأموات[1]

"کسی قوم میں زنا نہیں پھیلا، مگر ان میں بہت زیادہ اموات ہوئیں۔"

چہرے کی روشنی سے نورِ ایمان تک کو چھین لینے والا یہ گناہ زندگی کی سانسیں تک چھین لیتا ہے۔ جب کہ خواتین اپنے معاشرے کی اصل اور جڑ کا درجہ رکھتی ہیں۔ جب ان میں یہ گناہ عام ہو جائے تو لامحالہ بے حیائی عام ہونے کے ساتھ ساتھ امراض اور اموات بھی بڑھنے لگیں گی۔ یورپ اور امریکہ کی طبع آزاد اقوام سے بڑھتے بڑھتے اس گناہ نے اب افریقہ، ایشیاء اور خلیجی ممالک میں اپنے قدم جما لیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ افرادِ معاشرہ گوناگوں امراض کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں جا رہے ہیں۔ چنانچہ اسلام میں اس گناہِ عظم کے مقدمات سے بھی بچاؤ کی تدابیر بتائی گئی ہیں:

"لكلّ بني أدم حظّ مّن الزّنا. فالعينان تزنيان وزناهما النّظر واليدان تزنيان وزناهما البطش و الرّجلان تزنيان وزناهما المشي و الفم يزني و زناه القُبل و القلب يَهوَي و يتمنّي و الفرج يُصدّق أو يكذّبه."[2]

"ہر آدم زاد کا زنا میں سے ایک حصہ ہے۔ پس آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے، منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوس و کنار ہے، دل خواہش اور آرزو کرتا ہے جب کہ شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

یہ حدیث مقدّماتِ زنا کے بیان میں نہایت جامع اور اس جرم کی طرف لے جانے والے محرّکات کا تفصیلی بیان ہونے کے ساتھ اس گناہِ عظیم کے سدّباب کی چارہ جوئی بھی ہے۔ لہٰذا مردوں کا خواتین کی طرف یا خواتین کا مردوں کی طرف دیکھنا، چھونا، بڑھنا، خواہش کرنا خدانخواستہ اس بدکاری کی طرف لے جانے والا ہے۔ قربِ قیامت میں تو اس بیماری کے مزید عام ہونے کے متعلق واضح نصّ موجود ہے:

---

(1) المستدرك للحاكم، ج3، ص456

(2) مسند أحمد، ج14، ص210

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا[1]

"قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ علم اُٹھالیا جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی اور زنا پھیل جائے گا۔"

ایسے میں آیتِ مبایعہ کے اس حکم پر عمل پیرا ہونے والوں کے لیے یقیناً بخشش اور رحمت کی نوید ہے۔

(۴) قتلِ اولاد

آیتِ مبایعہ میں خواتینِ اسلام کے لیے چوتھا حکم اولاد کے قتل سے بچنا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ حکم خواتین پر مامتا کی حیثیت سے لازم ہوتا ہے۔ وہ ماں جو جمالِ خداوندی کا مظہر ہے، اپنی سفاکی اور بے رحمی میں وہ اس درجہ بھی گر سکتی ہے کہ اپنے جگر پارے کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دے۔ بدلتے حالات کے ساتھ قتلِ اولاد کی کیسی ہی صورت ہو، اس حکم کے تحت ممنوع ہے جیسا کہ علامہ خازن لکھتے ہیں:

"هو عام في كل نوع من قتل الولد"[2]

"یہ حکم بچے کو قتل کرنے کی ہر قسم کو شامل ہے۔"

ہمارے معاشرے میں بڑھتے ہوئے جرائم کے نتیجہ میں قبل از ولادت اسقاطِ حمل (Abortion) بھی اس زمرہ میں داخل ہے۔ تنگدستی کے خوف سے، بیٹے کی خواہش میں بیٹی کی ولادت یا دیگر وجوہات کی بنا پر بیٹوں یا بیٹیوں کی جان لے لینا اسی حکم کے تحت داخل ہو کر کبیرہ گناہ کا باعث ہے۔ البتہ روح پھونکے جانے سے پہلے تخلیقی مراحل میں پیچیدہ مسائل یا ماں کی جان کو خطرہ کی صورت میں استثنائی صورتیں کتبِ فقہ میں ذکر کی گئی ہیں۔

یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ معاشرے کو کثرتِ افراد سے کہیں بڑھ کر رجالِ کار کی ضرورت ہے۔ قتلِ اولاد کے جُرم کی طرف بڑھنے سے کہیں بہتر ہے کہ اولاد خواہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہو، تربیت یافتہ، باکردار، ملک و ملت اور مذہب کے خادم اور مثبت سوچ کی حامل ہو ناضروری ہے۔

---

(1) صحيح مسلم، ج4، ص2056

(2) روح البيان، ج4، ص287

(۵) بہتان

تہمت کی جس صورت سے یہاں منع کیا گیا ہے وہ سیاق و سباق کے تناظر میں اولاد کے نسب میں نفی ہے۔ چنانچہ علامہ طبری لکھتے ہیں:

"و انما معني الكلام ولا يلحقن بأزواجهن غير اولادهن."[1]

"اس بات کا مطلب یہ ہے کہ وہ (خواتین) اپنے شوہر سے کسی غیر کی اولاد کو ان کی طرف نہ ملادیں۔"

ایسی صورت میں بہتان طرازی، انتہائی شرمناک اور بھیانک جرم بن جاتا ہے جس کی سزا کو بصورتِ لعان قرآنِ حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۹﴾[2]

"اور پانچویں مرتبہ وہ عورت یوں کہے کہ اگر یہ مرد سچا ہو تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو۔"

اور کون سی خاتون ہے جو ایک جانب مسلمان ہو اور دوسری جانب اللہ کے غضب کو آواز دے رہی ہو۔ اس لیے اس سنگین گناہ سے خود بھی خواتینِ اسلام کو گریزاں رہنا چاہیے اور اپنی اولاد کے نسب کو مشکوک بنانے، انھیں معاشرے میں ذلت اور پستی کی وادی میں جھونک دینے سے بھی رُکنا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہ جملہ اپنے سیاق وسباق سے جداگانہ طور پہ بھی اپنی حیثیت میں تام ہے لہٰذا خواتین کو یہ چاہیے کہ ساس، بہو، نند بھابی، دیورانی و جیٹھانی اور مالک و خادمہ کے ہر رشتہ میں نقدی، زیورات اور دیگر اشیائے استعمال میں بھی تہمت سے بچنے کی از حدّ کوشش کریں۔ معاملات میں اُلجھانے اور پھنسانے کی غرض سے اشیاء کو اپنے مقام سے ہٹا کر دوسروں پر اس کا الزام دھرنا بھی تہمت ہے۔ اسی طرح اپنی کسی طویل بیماری میں عزیز، رشتہ دار پر بد نظری اور کالے جادو کی نسبت کرنا بھی بے جا تہمت کے تحت داخل ہے۔

---

(1) الطبري، محمد جرير ابوجعفر،(2000ء)، جامع البيان في تاويل القرآن، مؤسسة الرسالة، ج23، ص360

(2) النور 9/24

(٦)معصیت

آیتِ مبایعہ میں چھٹا اور آخری حکم جو خواتینِ اسلام کی بیعتِ اسلام اور بیعتِ تقویٰ کی شرط قرار پایا، ہر ''نیکی کے کام میں نافرمانی'' کو ترک کرنا ہے۔ اس سے ماسبق نواہی میں شرک، سرقہ، زنا، قتلِ اولاد اور بہتان خاص افعال کے ارتکاب کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے ہیں جب کہ ''معصیت فی معروف'' ان تمام احکام کے مقابلے میں زیادہ عام اور دائرۂ وسعت میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہر حکم سے بے اعتنائی برتنے کو شامل ہے:

''يعمّ جميع أوامر الشريعة، فرضها و نديها''[1]

''یہ حکم تمام شرعی اُمور خواہ وہ فرض ہوں یا مستحب، سب کو شامل ہے۔''

لہٰذا ضروریاتِ دین سے، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی اُمور تک اپنے نبی ﷺ کی رہنمائی سے بے نیاز ہو کر نہ تو کسی کو قربِ خداوندی کی حضوری نصیب ہو سکتی ہے، اور نہ ہی تقویٰ تک پہنچنے کا راستہ۔

علامہ زبیدی ''معروف'' کی وضاحت میں امام راغب کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

''اسم لكلّ فعل يُعْرَفُ بالعقل و الشرع حسنه''[2]

''(معروف) ہر اُس فعل کا نام ہے جس کا عمدہ ہونا عقل اور شریعت (دونوں) میں جانا جاتا ہو۔''

مفسرین کرام نے ان امور کی وضاحت بھی فرمائی ہے جن میں معصیت کے ارتکاب سے بالخصوص خواتینِ اسلام اور بالعموم ہر مرد و زن کو روک دیا گیا ہے۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے:

''حلّفها عمر رضي الله عنه ما خرجت رغبةً بأرضٍ عن أرضٍ و بالله ما خرجت من بُغض زوجٍ و بالله ما خرجت التماس الدّنيا، و بالله ما خرجت الا حبا لله و رسوله.''[3]

---

(1) الثعالبي، عبدالرحمن بن محمد ابويد،(1418ھ)، الجواهر الحسان في تفسير القرآن، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج٥،ص24

(2) الزبيدي، محمد بن محمد،(س ن)، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية،ج24، ص135

(3) ابن أبي حاتم، عبدالرحمن بن محمد الرازي،(1419ھ)، تفسير القرآن العظيم، مكتبه نزار مصطفى الباز المملكة العربية السعودية، ج10، ص3350

''حضرت عمرؓ نے انھیں قسم دی کہ ایک جگہ سے اعراض کرکے دوسری جگہ نہیں نکلیں گی، بخدا شوہر کے بغض کی وجہ سے بھی نہیں نکلیں گی، بخدا (محض) دنیا کی تلاش میں بھی نہیں نکل جائیں گی اور نکلیں گی تو بخدا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے ہی نکلیں گی۔''

اس اقتباس سے بیوی کے دل میں شوہر اور اس کے گھر کے ساتھ وفاداری کا جذبہ پیدا کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں میاں بیوی کا باہمی رضامندی، تعلقِ خاطر اور احساس کے ساتھ زندگی گزارنا کامیاب زندگی کے لیے راہیں ہموار کرتا ہے۔ محض سمجھوتے کی زندگی سے وہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جو وفاشعاری کے مرہونِ منت حاصل ہوتے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عباسؓ نے آیتِ مبایعہ کے اس جزو کی نہایت عمدہ صراحت بیان فرمائی ہے:

''(ولا يَعْصِيْنَكَ فِي مَعْرُوْفٍ) فِيْ جميع ما تأمرهنّ وتنهاهنّ مِن ترك النّوح جز الشعر و تمزيق الشاب و خمش الوجوه و شقّ الجيوب و حلق الرؤوس و أن لا يخلون مع غريب و أن لا يُسافرن سفر ثلاثه أيام أو أقلّ من ذلك مع غير ذي محرم منهنّ. ''[1]

''(اور وہ کسی نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی) یعنی جو بھی آپ انھیں حکم دیں یا روکیں اُن تمام میں: جیسا کہ نوحہ کرنا، بال اکھیڑنا، کپڑے پھاڑنا، چہرے نوچنا، گریبان چاک کرنا اور سر منڈوا دینا سے رُک جانا اور یہ کہ وہ کسی پردیسی (اجنبی) کے ساتھ اکیلے میں نہ ملیں اور تین یا تین سے کم دن کا سفر اپنے کسی محرم کے بغیر نہ کریں۔''

خواتین میں جذباتِ محبت کی وارفتگی سے کسی دُکھ تکلیف میں شعلہ زن ہو جانا ان کی فطرت کا حصہ ہے لیکن بہرحال اس پر قابو ممکن ہے۔ اس امکان کو بصورتِ صبر اختیار کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی تابع فرمانی ہے اور یہی وہ معروف ہے جسے ہمیں اختیار کرنا ہے۔

سیّدنا اُسید بن ابی اُسید سے مروی حدیث میں بھی یہی مفہوم مذکور ہے دو جملوں کی مزید وضاحت کی وجہ سے اس حدیث سے بھی استفادہ مزید خیر کا باعث ہوگا۔

---

(1) تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، ص468

"عن امرأةٍ من المبايعات قالت كان فيما أخذ علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم في المعروف الذي أخذ علينا أن لا نعصيه فيه: أن لا نخمش وجهًا ولا ندعو ويلا ولا نشقّ جيبًا و أن لا ننشر شعرًا."(1)

"بیعت کرنے والی خواتین میں سے ایک (صحابیہ) خاتون سے روایت ہے فرمایا کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے جس نیکی کے متعلق ہم سے وعدہ لیا جس میں ہم آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں، وہ یہ تھی کہ ہم اپنے چہرے نہ نوچیں، ہلاکت نہ پکاریں، گریبان نہ چاک کریں اور نہ ہی بال پھیلائیں۔"

والدین، اولاد، بہن بھائی اور شوہر ہر رشتہ کی موت اور جدائی کا خوف نہایت جاں گسل ہوا کرتا ہے، تاہم ایسے میں اسلام کی دہلیز کو پار کر کے زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی طرح رویہ اختیار کرنا اہلِ اسلام خواتین کے شایانِ شان نہیں۔

اس معروف (نیکی) کا جذبہ کی تحریض میں رسول اکرم ﷺ کے دیگر ارشاداتِ عالیہ، معصیت سے مزید بچنے کا باعث بنیں گے۔

"كل معروف صدقة"(2)

"ہر نیکی ایک صدقہ ہے۔"

"إنّ المعروف ليُجزي به ولد الولد."(3)

"بلاشبہ نیکی کی جزاء (نیکی کرنے والے کے) بچے کی اولاد کو بھی دی جاتی ہے۔"

آخرت کی ہلاکتوں سے نجات کی راہ بھی "نیکی" کو ارشاد فرمایا ہے۔

"صنائع المعروف تقيّ مصارع السُّوء."(4)

"نیکی کے کام بُری ہلاکت کی جگہوں سے بچانے والے ہیں۔"

یہ احادیث مبارکہ نیکی کی جزاء کا بیان ہیں۔ ہر نیکی کا صدقہ ہونا معاشی طور پر کمزور افراد کے لیے کسی نوید سے کم نہیں، اسی طرح اولاد کے سُکھ کے لیے والدین کی شبانہ روز جہدِ مسلسل صدیوں سے جاری ہے اور اولاد در اولاد نیکی کی راحت اور خیر پہنچتے رہنے میں والدین کے لیے قرارِ جان ہے۔ تیسرا فائدہ اُخروی کامیابی کا حصول ہے جو آخری حدیث میں مذکور ہے۔

---

(1) ابو داؤد سليمان بن أشعث،(س ن)، سنن أبي داؤد، المكتبة العصريه صيدا، بيروت، ج3، ص194

(2) الترمذي، محمد بن عيسىٰ،(1998)، سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، ج3، ص414

(3) الخرائطي، محمد بن جعفر،(1999ء)، مكارم الأخلاق و معاليها، دار الآفاق العربية، القاهره، ص50

(4) ابن شاهين، عمر بن أحمد البغدادي،(2006ء)، الترغيب في فضائل الأعمال، دار الكتب العلمية، بيروت،ص115

اگرچہ ان تمام احکام کا نزول خاص تناظر میں، بعض خواتینِ اسلام کی شرطِ بیعت کے طور پر ہوا ہے، تاہم اپنی جامعیت اور اثرانگیزی میں یہ مختصر آیت زیرِ تعلیم خداوندی کا خواتین کے لیے اخلاقی، دینی اور سماجی خیر پر مشتمل نہایت عمدہ نصاب ہے جس پر عمل فلاحِ دارین کا ضامن ہے۔

خلاصۂ بحث

قرآن کے اوامر و نواہی میں خواتین ہر حکمِ شرعی میں بالتّبع داخل ہیں، تاہم بعض مقامات پر خصوصیت کے ساتھ اللہ پاک نے ان خواتین کے ساتھ خطاب فرمایا ہے، آیتِ مبایعہ ان میں سے ایک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس آیتِ مبارک میں جن چھ احکام کو رسولِ اکرم کی شرطِ بیعت قرار دیا گیا ہے وہ جمیع خواتینِ اسلام کے لیے اخلاقی اور تربیتی نصاب کا درجہ رکھتے ہیں۔ پہلا حکم اسلام کے بنیادی عقیدہ اُلوہیّت پر ایمان کے متعلق ہے جس میں شرک سے منع کیا گیا ہے۔ اہلِ ایمان خواتین کے لیے شرک حقیقی کے ساتھ ساتھ شرکِ خفی سے بچاؤ بھی اس حکم میں شامل ہے۔ بقیہ پانچ احکام جن میں چوری، بدکاری، قتلِ اولاد، بہتان اور نیکی کے کاموں میں رسولِ پاک ﷺ کی نافرمانی ہیں، سے احتراز برتنے کا حکم ہے۔ آیت میں مذکورہ آخر الذکر امور معاشرتی اقدار کی پاسداری، پُرامن معاشرہ اور خانگی زندگی کی خیر کا بہترین ذریعہ ہیں۔ بلاشبہ ماں، بیوی، بہن اور بیٹی ہر حیثیت سے ان امور کے اختیار کرنے پر معاشرے کی تربیت یافتہ و باکردار خواتین ثابت ہو سکتی ہیں۔

تجاویز

۱- آیتِ مبایعہ کو علومِ اسلامیہ میں موجود نصاب میں جزوی طور پر تفسیری وضاحت کے ساتھ ذکر کر دینا خواتینِ اسلام کی تربیت کا بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔

۲- شرکِ حقیقی کی وضاحت سے بڑھ کر شرکِ خفی کا وضاحتی بیان اور لٹریچر عصری ضرورت سے زیادہ ہم آہنگ ہو کر خواتین کو بد عملی کی راہ سے نجات دلانے میں کارگر ثابت ہو گا۔

۳- جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں خواتینِ اسلام کی موجودگی کو بغیر کسی اختلاط و خرافات کے یقینی بنایا جائے، تاکہ اُمّت کی خواتین احکامِ شریعت کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر معصیت سے پاک زندگی گزار سکنے میں کامیاب ہوں۔

۴- اعلیٰ تعلیمی اداروں میں آیتِ مبایعہ اور دیگر احکامِ نسواں پر مشتمل آیات و احادیث کا گاہے بہ گاہے مختصر اَدرس کا شیڈول از خود ترتیب دے کر اُمّت کو باکردار خواتین دینے میں اپنا کردار ادا کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆